محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حق المسلم علی المسلم خمس' ردالسلام و عیادة المریض و اتباع الجنائز و اجابته الدعوة و تشمیت العاطس۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔

۱۔ سلام کا جواب دینا۔
۲۔ بیمار کی عیادت کرنا۔
۳۔ جنازے کے ساتھ جانا۔
۴۔ دعوت قبول کرنا۔
۵۔ چھینک کا جواب دینا۔

یہ حدیث نہایت مختصر اور چند الفاظ پر مشتمل ہے اور احادیث کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو "السلام علیکم" کہے تو وہ جواب میں "وعلیکم السلام" کہے۔ یہ نہایت عمدہ الفاظ ہیں جو السلام کی صاف ستھری تہذیب اور نتھری ہوئی ثقافت کی نمائندگی

کرتے ہیں:

اسلام علیکم کے معنے ہیں آپ پر سلامتی ہو۔ یعنی سلام کہنے والا دوسرے کو مخاطب کر کے اس کے لیے یہ دعا مانگتا ہے کہ اللہ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اس کی سلامتی و صیانت کا وسعت پذیر شامیانہ ہر آن آپ پر سایہ فگن رہے۔ آپ امن کی زندگی بسر کریں اور تمام مصائب و آلام سے مصئون و مامون رہیں۔

یہ ایک ایسی دعا ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بغیر اس کی درخواست اور بلا کسی معاوضے کے کرتا ہے۔ اس میں فقط اخلاص اور نیک نیتی کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ کسی قسم کے دنیوی لالچ' طمع یا حرص کا اس میں قطعاً" دخل نہیں ہوتا۔

سننے والے کو چاہیے کہ اس کے جواب میں "وعلیکم السلام" کہے۔ یعنی جواب دے آپ پر بھی سلامتی ہو اور آپ ہر وقت اللہ کے سایہ حفظ و امان میں رہیں۔

یہ دعا جہاں الفاظ میں بہت مختصر ہے' وہاں معانی میں نہایت جامعیت لیے ہوئے ہے۔ دونوں شخص ایک دوسرے کے لیے جان و مال کی سلامتی' ذہن و فکر کی سلامتی' کاروبار کی سلامتی' آل اولاد کی سلامتی' قول و فعل کی سلامتی' عزت و آبرو کی سلامتی' ایمان و دین کی سلامتی' غرض ہر قسم کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ جب دعا بے غرضانہ ہو تو یقیناً بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے مدارج طے کرتی ہے۔

سلامتی کا دائرہ نہایت وسیع ہے' جہاں تک چاہے اس کو پھیلاتے جایے اور اللہ سے اس کی دعا کرتے جایے۔ اللہ ہر دعاے مخلصانہ کو شرف قبول بخشتا ہے۔

السلام علیکم میں ایک خاص نکتہ یہ پنہاں ہے کہ اس میں اپنے آپ کو

مقدم نہیں رکھا جاتا کہ انسان پہلے اپنی ذات کے لیے دعا مانگے' اس کے بعد دوسرے کی باری آئے۔ بلکہ اس میں دوسرے کو اصل اہمیت دی گئی ہے اور اس کے لیے دعا مانگی گئی ہے کہ اللہ آپ کو امن و سلامتی عطا فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ یعنی دونوں سلام کہنے والے دوسرے کے لیے خیرخواہی کا اظہار کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب ایک شخص دوسرے سے ایسے پرخلوص جذبات کے ساتھ پیش آتا ہے تو دوسرے کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اسی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اس کا جواب دے۔

دوسرا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ ہے کہ وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی مزاج پرسی کو جائے' اس کی عیادت کرے' اس کو تسلی دے اور اس کے لیے خیر و عافیت کی دعا کرے۔ اس کو علاج معالجے کے لیے روپے پیسے کی ضرورت ہو تو جہاں تک ممکن ہو' اس کی مدد کرے۔ مریض کو یقین دلائے کہ تم تنہا نہیں ہو' ہم تمھارے ساتھ ہیں اور جو کچھ ہم سے ہو سکا' تمھارے لیے کریں گے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ راہ چلتے ان سے کہیں ملاقات ہو جائے تو نہایت تپاک سے ملیں گے۔ بیاہ شادی یا کسی اور تقریب میں آمنا سامنا ہو جائے تو اس طرح خوشی کا اظہار کریں گے کہ بس آپ ہی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ لیکن اگر آپ بیمار پڑ گئے ہیں تو کبھی بیمار پرسی کو نہیں جائیں گے اور بیماری کی حالت میں آپ کی مدد نہیں کریں گے۔ اگر کسی اور تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہیں تو بھی آپ سے ملنے اور ہمدردی کا اظہار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔ انھیں خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ ان سے کسی قسم کی مدد نہ مانگ لیں۔

یہ ایک مسلمان بھائی کی حق تلفی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کا فرمان ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حق بنتا ہے' اسے ادا کرنا چاہیے۔ بیمار کی عیادت کرنا اور اس کی مزاج پرسی کو جانا بیمار کا ایک حق ہے' اسے بہرصورت ادا کرنا چاہیے۔ اس سے گریز کرنا کار معصیت ہے اور حق تلفی کے ذیل میں آتا ہے۔

تیسرا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ ہے کہ وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔ جنازے میں شرکت کرنا فرض عین نہیں' فرض کفایہ ہے' تاہم کوشش بہرحال کرنی چاہیے کہ یہ حق ادا ہو جائے اور جنازے میں شامل ہو کر میت کے لیے دعاے مغفرت کی جائے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں' جن کے وارثوں سے ان کے تعلقات اور مراسم ہوں۔ غریب اور مالی اعتبار سے کمزور لوگوں کے جنازے میں شریک ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ یہ نقطہ نظر غلط ہے۔ مسلمان کے جنازے میں جانا' اس کے ورثا سے تعزیت کرنا اور مرنے والے کے لیے دعاے مغفرت کرنا حقوق العباد میں داخل ہے' جسے ادا کرنا چاہیے۔

چوتھا حق مسلمان کی عوت قبول کرنا ہے' جو بھی مسلمان دعوت پر بلائے' وہ غریب ہو یا امیر' اسے ماننا اور قبول کرنا دوسرے مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔

ہمارے ہاں یہ رواج ہو چکا ہے کہ امیر اور صاحب دولت کی دعوت میں تو ہم بڑے شوق سے شریک ہوتے ہیں' بلکہ انتظار میں رہتے ہیں کہ وہ ہمیں بلائے تو ہم اس کے در دولت پر حاضری دیں۔ لیکن غریب آدمی جو انتہائی خوشی اور خلوص سے دعوت دیتا ہے' اس کے ہاں جانے سے یا تو سرے سے انکار کر دیتے ہیں یا کوئی معذرت پیش کر دیتے ہیں یا کوئی حیلہ بہانہ کر کے پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔

ایسا کرنا حدیث کے خلاف ہے۔ غریب آدمی کی بالخصوص حوصلہ افزائی کرنا چاہیے اور وہ دعوت دے تو اس کے ہاں جانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

پانچواں حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس حدیث میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ چھینکے تو اس کا جواب دے یعنی چھینکنے والا کہے۔

الحمدللّٰہ علیٰ کل حال

کہ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔

قریب بیٹھا اور سننے والا جواب دے

یرحمک اللّٰہ

کہ اللہ تمھیں اپنے سایہ رحمت میں رکھے۔

اس کے جواب میں پھر چھینکنے والا یہ الفاظ کہے۔

یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم

کہ اللہ تمھیں ہدایت عطا فرمائے اور تمھاری حالت درست رکھے۔

یہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، جنھیں پورا کرنا چاہیے۔

☆ ★ ☆